برنارڈ شا

مصنّفہ ظ۔ انصاری

از

(جناب پروفیسر سید احتشام حسین صاحب (لکھنؤ یونیورسٹی))

برنارڈ شا انگریزی کے ان ادیبوں میں سے ہے جو اپنے ملک کی حدوں کو پار کرکے دوسرے ملکوں کے ادب اور ادیبوں کو متاثر کرتے ہیں، اس کی بے باکی، بلند حوصلگی، تیز نگاہی، زندگی کی توانا اور اعلیٰ قدروں سے محبت اور ادبیت نے تقریباً نصف صدی تک ذہنوں کو متاثر کیا، روایت پرستوں اور اخلاق کے خود ساختہ مدعیوں کو جھنجھوڑا، اقتدار پرستوں کو چوکے لگائے اور ذہن و فکر کے لئے نئے دروازے کھولے۔ اُردو جاننے والوں کی بدقسمتی ہوگی اگر وہ برنارڈ شا کی عظمت سے واقف نہ ہوں۔

ڈاکٹر عابد حسین اور پروفیسر آل احمد سرور کے پُرمغز اور دلکش مضامین کے سوا ابھی تک کسی نے برنارڈ شا کے متعلق اردو میں کوئی قابلِ ذکر چیز نہیں لکھی، اس سلسلہ میں ظ۔ انصاری کی نئی تصنیف برنارڈ شا ایک اہم فرض انجام دیتی ہے۔ اس میں برنارڈ شا کی زندگی بھی ہے اس کا ماحول بھی اس میں اس کے ذہنی ارتقا کی تصویر بھی ہے اور اس کے افکار و خیالات کی تنقید بھی اور یہ سب کچھ دلکش ادبی زبان میں لکھا گیا ہے۔

انگریزی میں برنارڈ شا پر نہ جانے کتنا لکھا گیا ہے، خود برنارڈ شا نے اپنے متعلق اتنا لکھا ہے کہ اسی سے اس کی تصویر بنائی جا سکتی ہے لیکن ظ۔ انصاری نے ایک دیانت دار نقاد کی طرح نہ تو صرف اس کے اقوال پر اعتماد کیا ہے اور نہ دوسروں کے مخالف اور متضاد خیالات پر، بلکہ اس کے ذہنی پس منظر کا تجزیہ کرکے خود اس کے خیالات کی تنقید کی ہے کہیں اسے سراہا ہے اور کہیں

اس تضاد کو نمایاں کیا ہے جس میں برنارڈ شا کو گرفتار ہونا پڑا۔ گو برنارڈ شا کے کارناموں کی وسعت کو دیکھتے ہوئے یہ کتاب محض ایک تمہیدی اور تعارفی حیثیت رکھتی ہے لیکن یہ تعارف ہمیں برنارڈ شا سے روشناس کرا دیتا ہے اور یہی اس کتاب کا مقصد ہے۔ اس میں ہم اس برنارڈ شا کا ہلکا سا ایک عکس دیکھ لیتے ہیں جو بار بار راہ سے بے راہ ہو جانے کے باوجود انسانی قوتِ فکر، جوشِ عمل اور امکاناتِ ارتقاء کی منزل کی نشان دہی کرتا رہا۔

امید ہے کہ اختصار کے باوجود یہ کتاب اردو زبان میں ایک اہم جگہ حاصل کرے گی اور مجھے یقین ہے کہ اسے پڑھ کر ہمارے ادیب ان صحت مند قدروں کی ترویج کی طرف راغب ہوں گے برنارڈ شا جن کا بے باک علمبردار تھا اور ظ۔ انصاری نے جن کی طرف واضح اشارے کئے ہیں برنارڈ شا کے چند اہم ڈراموں کے بعض حصوں کے ترجمے دیکھ کر اردو دانوں کو اندازہ ہوگا کہ دورِ جدید کے سب سے بڑے ڈرامہ نگار کے ہاتھ میں پہنچ کر موضوع کس طرح فن سے دست و گریباں ہو جاتا ہے۔

ندوۃ المصنفین کی نئی کتاب

"قرآن اور تعمیرِ سیرت"

قرآنی تعلیمات کا انسانی سیرت کی تعمیر میں کیا دخل ہے اور ان تعلیمات کے ذریعہ سے اس کردار کا کس طرح ظہور ہوتا ہے؟ یہ متبرک اور شاندار کتاب خاص اسی موضوع پر لکھی گئی ہے اس وقت جب کہ مسلمان سیاسی بدقسمتیوں کا شکار ہو کر عام طور پر احساسِ کمتری اور بے یقینی کی گھٹا ٹوپ اندھیریوں میں پھنسے ہوئے ہیں، یہ گراں مایہ تالیف ان کے ٹوٹے ہوئے روحانی رشتے کو استوار کرنے میں "چراغِ راہ" کا کام دے گی۔

فاضل مؤلف نے اس کتاب میں تعلیماتِ اسلامی کا عطر کشید کر کے رکھ دیا ہے، اور پھر اس میں فلسفہ، تصوف اور ادب کو بڑی قابلیت اور دیدہ وری سے سمویا ہے۔ فہرست مضامین کے چند بڑے عنوان ملاحظہ فرمائیے۔ توحید الوہیت، عبادت واستعانت، صالحیت، تعلیم کا مقصد، انسانِ کامل، قوت ایمانی اور ظہورِ عیب، تصحیح فکر، ماحول پر کس طرح قابو حاصل کیا جائے، قرآن اور علاج خوف، قرآن اور علاج حزن، قرآن